فتوی نمبر:		سائل:		مجیب:	مولانا عابد شاہ
مفتی:	مفتی محمد صاحب	مفتی:	مفتی محمد حسین صاحب	تاریخ:	
کتاب:		باب:			

لفظ آزاد سے طلاق کے حکم میں تفصیل

سوال: مفتی صاحب آج کل لوگ لفظ آزاد استعمال کرتے ہیں اور اس سے ان کی مراد بیوی کو طلاق دینا ہوتا ہے، ایسی صورت میں کون سی طلاق واقع ہوگی اور کیا اس کے لئے نیت بھی ضروری ہوگی یا اس لفظ سے بغیر نیت بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے ؟ بہت دفعہ ایک شخص یہ لفظ استعمال کرتا ہے اور بعد میں دعوی کرتا ہے کہ طلاق دینا میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔اس لئے براہ کرم اس لفظ سے بلانیت طلاق واقع ہونے نہ ہونے کی پوری تفصیل واضح فرمادیں۔ شکریہ

سائل عبداللہ کراچی

الجواب بِاسمِ مُلہِمِ الصَّواب

جواب: اردو زبان میں آزادی کا لفظ بنیادی طور پر درج ذیل تین معنوں کے لئے وضع ہے:

(1) رہائی یا چھٹکارا

(2) خود مختاری

(3) بے پروائی۔(دیکھیں فیروز اللغات ص:18)

ان معانی کے لحاظ سے آزاد کرنے کا لفظ اردو زبان میں جیل وغیرہ سے رہائی دینے کے لئے بھی آتا ہے، اور مخاطب کو کسی کام کے حوالے سے اختیار دینے یعنی خود مختار بنانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، اور کبھی تم آزاد ہو یا وہ آزاد ہے وغیرہ کہہ کر کسی کی بے پروائی یعنی طبعی آزادی یا بے شرمی بھی مراد لی جاتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ چونکہ طلاق کی صورت میں عورت کو شوہر کے نکاح سے ایک قسم کی رہائی ملتی ہے، اس لئے اس مناسبت سے اردو بولنے والے لوگ بطور مجاز اس لفظ کو طلاق دینے کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں، چنانچہ یہ استعمال اب اتنا کثیر اور معروف ہے کہ اس کی بناء پر اکابر اہل علم نے تقریبا تمام اردو فتاوی میں اس لفظ کو طلاق کے صریح الفاظ کے حکم میں قرار دیا ہے۔ دیکھیئے:

(امداد الفتاوی، ج: ۲ص: ۴۲۵امداد الاحکام ج: ۲ص: ۴۴۴، فتاوی محمودیہ ج: ۲ص: ۳۵۲، فتاوی رحیمیہ ج: ۸ص: ۳۰۳، منتخبات نظام الفتاوی ج: ۲ص: ۵۲۴، احسن الفتاوی ج: ۵ص: ۲۰۲اور آپ کے مسائل اور ان کا حل ج: ۴ص: ۴۵۵وغیرہ)۔

اردو زبان کے علاوہ فارسی زبان میں بھی "رہا کردم" کو فقہاء کرام نے غلبہ استعمال کی بناء پر صریح رجعی لکھا ہے۔

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan

المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

Scanned by CamScanner

کمافی الشامیة 2.531:فاذاقال رھا کردم یعنی سرحتك یقع به الرجعی مع
أن اصله کنایة ایضا وماذاك الالانه غلب استعماله فی الطلاق. الخ

اس لئے ہماری رائے میں اردو زبان میں آزاد کا لفظ، لفظ چھوڑ دیا کی طرح طلاق کے ملحق بالصریح الفاظ میں سے ہے۔ البتہ چونکہ یہ لفظ لفظی قرائن کے ساتھ طلاق کے علاوہ معانی جیسے اختیار کی آزادی وغیرہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، بلکہ کبھی سوال کے جواب وغیرہ دلالت حال کے قرینہ سے بھی یہ لفظ غیر طلاق کے لئے استعمال ہو سکتا ہے، اسلئے صریح ہونے کے باوجود چونکہ لفظ آزاد سے بہر حال (ہر صورت میں) طلاق مراد نہیں ہوتی، بلکہ بعض اوقات دوسرے معانی مراد ہوتے ہیں، اس لئے اس لفظ سے طلاق کے وقوع یا عدم وقوع کا فیصلہ کرنے کے سلسلے میں اس کی کیفیت استعمال یعنی محل استعمال کے سیاق وسباق اور قرائن لفظیہ کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ کیفیت استعمال کے لحاظ سے اس لفظ کے استعمال کی تین صورتیں بنتی ہیں، جن کی تفصیل مع حکم درج ذیل ہے:

1- لفظ آزاد غیر طلاق کے قرائن کے ساتھ استعمال ہو یعنی محل استعمال میں ایسے لفظی قرائن موجود ہوں جو طلاق کے علاوہ معنی پر دلالت کرتے ہوں جیسے کوئی کہے کہ تم آزاد ہو جو چاہو کھاؤ یا میری طرف سے آزاد ہو جب چاہو آؤ وغیرہ۔

اس صورت کا حکم یہ ہے کہ چونکہ عرفا اس طرح کے استعمال میں طلاق کا معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ اختیار کی آزادی دینا مراد ہوتا ہے (جو اس لفظ کے اصل اور حقیقی معانی میں سے ہے) اس لئے ایسی صورت میں یہ لفظ نہ طلاق کے صریح الفاظ میں شمار ہوگا اور نہ کنائی الفاظ میں، بلکہ لغو ہوگا اور اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

۲۔ لفظ آزاد کے استعمال کی دوسری صورت یہ ہے کہ یہ اس طرح استعمال ہو کہ بولنے والے کے کلام میں ہی طلاق والے معنی کا قرینہ موجود ہو جیسے کوئی کہے کہ میری بیوی میرے نکاح سے آزاد ہے یا یہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو اپنے رشتے یا اپنے آپ سے آزاد کیا وغیرہ۔

اس صورت کا حکم یہ ہے کہ ایسی صورت میں آزاد کا لفظ طلاق کے معنی میں صریح شمار ہوگا، لہذا چاہے شوہر کی نیت ہو یا نہ ہو اس لفظ کے کہنے سے اس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی، تاہم چونکہ لفظ چھوڑ دیا کی طرح اس لفظ کے معنی میں بھی کوئی شدت اور سختی نہیں پائی جاتی اس لئے اس صورت میں اس لفظ سے واقع ہونے والی طلاق رجعی ہوگی، لہذا اس کو تکرار کے ساتھ کہنے کی صورت میں لحاق بھی ہوگا۔ یعنی اگر شوہر یہ الفاظ تین بار کہے گا تو تین طلاقیں واقع ہو کر حرمت مغلظہ ثابت ہو جائے گی۔

۳۔ لفظ آزاد کے استعمال کی تیسری صورت یہ ہے کہ لفظ آزاد اس طرح استعمال ہو کہ کلام میں لفظی قرائن، طلاق یا غیر طلاق کسی معنی کے موجود نہ ہوں، جس کی وجہ سے اس استعمال میں اس لفظ کے اندر طلاق اور غیر

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan

المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

Scanned by CamScanner

طلاق دونوں معنوں کا احتمال برابر طور پر موجود ہو۔ مثلا کوئی اپنی بیوی سے اس طرح کہے کہ میں تم سے آزاد ہوں اور تم مجھ سے آزاد ہو۔

اس صورت کا حکم یہ ہے کہ ایسی صورت میں یہ لفظ طلاق کے کنائی الفاظ میں شمار ہوگا، لہذا اس کے حکم میں درج ذیل تفصیل ہوگی:

1۔ اگر یہ مذاکرہ طلاق کی حالت میں بولا گیا ہو تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہو جائیگی۔

2۔ اگر غصے کی حالت میں بولا گیا ہو تو ایسی صورت میں اردو زبان کے محاورے کے پیش نظر اس لفظ کی کیفیت استعمال کو دیکھا جائے گا۔ چنانچہ ایسے میں اگر شوہر نے آزاد کردیا وغیرہ فعل کا صیغہ بولا ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائیگی۔ اور اگر تو آزاد ہے یا وہ آزاد ہے وغیرہ صفت کا صیغہ استعمال کیا ہو تو چونکہ اس طرح یہ لفظ اردو زبان میں بطور گالی کے بھی استعمال ہوتا ہے، اس لئے ایسی صورت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اگر شوہر کی نیت گالی یعنی طبعی آزادی وغیرہ مراد لینے کی ہو تو طلاق نہیں ہوگی ورنہ اگر نکاح سے آزادی کی نیت ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

3۔ اگر لفظ آزاد استعمال کرتے وقت رضا کی حالت ہو تو ایسی صورت میں مطلقا شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اگر شوہر کی نیت طلاق کی نہ ہو تو کوئی طلاق نہیں ہوگی، اور اگر اس طرح اس لفظ کے استعمال سے شوہر کی نیت طلاق واقع کرنے کی ہو تو ایک بائن طلاق واقع ہوگی۔

اس تیسرے استعمال کے مطابق آزاد کا لفظ طلاق کے کنائی الفاظ میں سے ہے لہذا اس صورت میں مذکورہ بالا جن صورتوں میں اس سے طلاق واقع ہوگی، وہ بائن طلاق ہوگی، لہذا یہ لفظ کئی بار بولنے کی صورت میں بھی ایک ہی طلاق ہوگی، کیونکہ کنائی بائن، بائن سے لاحق نہیں ہوتی۔

واضح رہے کہ بعض اہل علم اس تیسری صورت میں بھی اس لفظ کو صریح قرار دیتے ہیں اور غلبہ استعمال کی وجہ سے اس سے بغیر نیت، طلاق کے وقوع کا قول فرماتے ہیں، تاہم ہماری ناقص رائے میں طلاق کے لئے کثرت استعمال کے باوجود لغوی طور پر لفظ آزاد طلاق کے الفاظ موضوعہ میں سے نہیں ہے، اس لئے طلاق کے لئے اس کا استعمال ایک طرح کا مجاز ہی ہے، لہذا مذکورہ صورت میں جب لغوی طور پر دیگر معانی جیسے اختیار کی آزادی وغیرہ میں بھی اس لفظ کا استعمال متروک نہیں ہوا تو ایسی صورت میں اس سے علی الاطلاق طلاق کے وقوع کا قول اس بناء پر خلاف احتیاط ہوگا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک پر مجاز متعارف ہونے کے باوجود حقیقت مستعملہ کو مراد لینا اولی ہوتا ہے۔ چنانچہ طلاق وایمان کی فقہی جزئیات میں بھی عام طور پر "لانہ نوی حقیقۃ کلامہ" کی تصریح کے ساتھ اسی قول کی ترجیح ملتی ہے۔

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan

المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE

Scanned by CamScanner

جبکہ صاحبین رحمہما اللہ کے ہاں اگرچہ ایسی صورت میں مجاز متعارف کو مراد لینا اولی ہوتا ہے، تاہم اگر متکلم حقیقی معنی کی نیت کرے تو اس کی نیت کو یہ حضرات بھی صحیح قرار دیتے ہیں کما یعلم من مسئلہ وضع القدم حافیا۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

عابد شاہ عفی عنہ

دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

۱۰ شعبان ۱۴۳۸ھ

+9221-1111-68384
ask@almuftionline.com
www.almuftionline.com
Phase 1, Sector: 4, Ahsanabad, Karachi, Pakistan

المفتی آن لائن
ALMUFTI ONLINE